© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

گذشتہ سال کا سب سے اہم اور عظیم الشان واقعہ امریکہ کے خلائی جہاز اپالو ہشتم کا ایک لاکھ چھپتر ہزار میل کا سفر کرکے مدارِ قمر میں پہنچنا اور وہاں چاند کے ارد گرد دس چکر لگانا اور پھر پروگرام کے مطابق صحت وسلامتی کے ساتھ واپس ہو کر بحرالکاہل میں اتر جانا ہے۔ تین خلا باز جو اپالو ہشتم میں بیٹھے تھے وہ کم وبیش اس ساڑھے پانچ لاکھ میل کے سفر میں بخیر وعافیت رہ کر اپنے مفوضہ کام انجام دیتے رہے۔ اس پورے سفر میں ان لوگوں میں اور زمین سے جو انہیں کنٹرول کر رہے تھے ان میں ربط اور گفت وشنید کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ اور یہاں ٹیلی وژن کے ذریعہ ان اوّل مسافرانِ منزلِ قمر کے حرکات وسکنات کا علم بھی ہوتا رہا۔ ابھی اس واقعہ پر پورے دس دن بھی نہیں گذرے تھے کہ خبر آئی کہ روس نے اپنا دو ہزار پانچ سو پاؤنڈ وزن کا خلائی جہاز وینس پنجم خلا میں چھوڑ دیا ہے۔ یہ جہاز ڈیڑھ ارب پچاس لاکھ میل کا سفر طے کرکے چار مہینہ میں یعنی مئی میں سیارہ زہرہ کی سطح پر اترے گا اور وہاں سے سیارہ کے متعلق نہایت اہم اور قیمتی معلومات ڈیڑھ گھنٹہ تک خاص خاص سائنٹفک آلات اور پیمانوں کے ذریعہ مہیا کرنے کے بعد وہیں ختم ہوجائے گا۔ روس اس سے پہلے چار اور خلائی جہاز اسی زہرہ کی تحقیق وتفتیش کی دھن میں بھیج چکا ہے۔ ان میں سے تیسرا جہاز زہرہ تک پہنچنے کے بعد یکم مارچ ۱۹۶۶ء کو ختم ہو کر اس کے سینہ میں دفن ہوگیا۔ یہ دنیا کی تاریخ کا پہلا واقعہ تھا جب کہ انسان کے اپنے ہاتھ کی ایک بنی ہوئی چیز دوسرے سیاروں کے دائرہ ہائے کشش سے گذرتی ہوئی اور کروڑوں میل کا سفر طے کرکے زہرہ تک پہونچی اور آخر وہیں اس کے سینہ سے لپٹ کر رہ گئی۔

امریکہ اور روس میں خلائی سفر اور مختلف سیاروں تک پہنچنے کی کوشش کے سلسلے میں اب تک جو کامیاب تجربے ہوئے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں یہ تجربات اس امر کا ثبوت ہیں کہ قدرت نے انسان میں ادراکِ حقائق اور کشفِ غوامض کی کیسی عجیب وغریب صلاحیتیں رکھی ہیں۔ ان تمام تجربات کا تعلق تو خیر! سائنس اور ٹکنالوجی کے ساتھ ہے۔ اس بنا پر حسب درجہ حیرت انگیز اپالو ہشتم اور اس کے مسافروں کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سفر قمر ہے۔ اس سے کہیں زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ روزنامہ اسٹیٹسمین مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۸ء کی ایک اطلاع کے مطابق فرانس کا ایک مشہور ناول نگار JULESVERNE اب سے سو برس پہلے اپنی کتاب "زمین سے چاند تک" میں جو ۱۸۶۵ء میں شائع ہوئی تھی۔ اپالو ہشتم کے اس سفر کی پیش گوئی کر چکا تھا۔ اور پیش گوئی بھی اس زمانہ میں جب کہ سرے سے ہوائی جہاز کا کہیں وجود ہی نہیں تھا اور پھر بھی اتنی مکمل کہ مصنف نے اس جہاز کی شکل و صورت، وزن، رفتار سفر، اور سن و تاریخ سفر اور واپس ہو کر بحر الکاہل میں اترنا وغیرہ کے متعلق جو باتیں محض اپنی قوتِ تخیل کے سہارے بیان کی تھیں وہ تاریخوں میں معمولی سے اختلاف سے قطع نظر حرف بحرف صحیح ثابت نکلیں۔ ابن سینا نے ادراک کی مختلف قوتوں کی تشریح و توضیح کے سلسلہ میں اشارات میں جو کچھ لکھا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ایک عقل بالملکہ ہے جو اس درجہ درّاک ہوتی ہے کہ عام لوگوں کے لئے جو چیزیں نظریات میں داخل ہیں وہ ان کے لئے بدیہی ہوتی ہیں۔ اس قوت کے اوپر ایک اور قوت ہوتی ہے جسے نفس قدسی کہتے ہیں۔ یہ نفس آئینہ کی طرح پاک و صاف ہوتا ہے۔ اور اس بنا پر عقل فعال جو تمام کلیات کا مخزن ہے اس کے ساتھ اس نفس کو اپنے مرتبۂ انجلا و صفا کے مطابق ایک گونہ ربط و تعلق ہوتا ہے اور اس بنا پر دیر فقط توجہ اور التفات کی ہوتی ہے نفس قدسی نے جہاں توجہ عقل فعال کی طرف کی اس میں بعض وہ اشیاء جو اب تک ظہور میں نہیں آئی ہیں ان کی صور کلیہ کا انعکاس ہونے لگا۔ بہر حال اب سے سو برس پیشتر فرانسیسی مصنف کے بیان سے دو باتیں صاف طور پر معلوم ہوتی ہیں جن سے مادہ پرست اور منکرین مذہب و رسالت کو عبرت ہونی چاہیئے۔ پہلی بات یہ کہ کوئی امر اپنے زمانہ اور ماحول کے اعتبار اور اس زمانہ کی عقلی استعداد و فہم کے معیار سے خواہ کیسا ہی عجیب و غریب اور حیرت انگیز ہو محض اس بنیاد پر کہ وہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا اس سے انکار نہیں کر دینا چاہیئے۔ بلکہ اگر اس امر کا قائل ایک سچا اور ایماندار شخص ہے جو نہ لغو گو ہے۔ نہ شعبدہ باز، اور نہ جھوٹا اور نہ بے ایمان۔ تو ہمیں یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ اس شخص کا اس امر کے متعلق بیان اگرچہ ہماری سمجھ سے بلند و بالا ہے لیکن بیان بذات خود غلط نہیں ہو سکتا اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر ایک شخص اپنی کسی ایک خاص خداداد صلاحیت و استعداد کے ذریعہ سو برس پیشتر کسی ایک واقعہ کی حقیقت صحیح صحیح بیان کر سکتا ہے تو پھر اس میں کیا عقلی استبعاد ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ اللہ تعالیٰ بعض خاص خاص انسانوں کو ایک ایسی اعلیٰ اور بلند ترین قوت سے سرفراز فرمائے جسے مذہب کی اصطلاح میں رسالت یا نبوت کہتے ہیں اور یہ حضرات اپنی اس قوت اور استعداد کے ذریعہ مابعد الطبعیاتی حقایق اور عالم آخرت کے احوال و کوائف کا مشاہدہ و مطالعہ اسی طرح کر لیتے ہوں جس طرح ہم اور آپ اپنے سامنے کی مادی چیزوں کا کر لیتے ہیں ہم اُن میں دیکھتے ہیں کہ وہ عالم آخرت اور حیاتِ بعد الموت کے لئے جو استدلال بیان کرتا ہے تو اس کا طریقہ یہ نہیں ہوتا کہ وہ ان چیزوں کے اثبات کے لئے منطقی اور عقلی دسائل قائم کرے۔ بلکہ جن چیزوں کا علم بالفعل انسان کو ہے اور جنہیں وہ روزمرہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہتا ہے یعنی تکوینی امور و حقائق۔ انہیں بیان کر کے پوچھتا ہے کہ جب یہ سب کچھ ممکن ہے اور وقوع پذیر ہوتا بھی رہتا ہے تو پھر ایک مرتبہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے میں کیا استبعاد ہے۔ کائناتِ ارضی و سماوی اور عجائباتِ خلق و قدرت کی وسعتوں اور پہنائیوں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ پھر جسے "زندگی" کہتے ہیں۔ اس کے روپ اور شکلیں اور اس کے احوال و کوائف بھی گوناگوں اور چند در چند ہیں۔ علاوہ ازیں قدرت نے انسان میں تعقل و تفکر اور درک و نظر کی جو صلاحیتیں رکھی ہیں ان کا شمار نہیں ہوسکتا ـــ قرآن مجید نے تخلیقِ آدم کے قصہ میں "وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا" کہہ کر انسان کی ان صلاحیتوں کی طرف ہی اشارہ کیا ہے ـــ تو پھر ایک انسان کی بدنصیبی اور بدبختی اس سے بڑھ کر کوئی اور نہیں ہوسکتی کہ وہ ہر اس بات کا ڈھٹائی سے انکار کر دے یا اس کا مذاق اڑائے جو اس کی اپنی عقل معتاد میں نہیں آتی۔

اس سے ہمیں ایک یہ اصول بھی معلوم ہوگیا کہ کسی کلام کے متعلق اس کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ صرف اس کلام کی اپنی ذات کی بنیاد پر نہیں کردینا چاہئے۔ بلکہ متکلم کی شخصیت اس کے اوصاف و کمالات۔ اس کی راست گوئی و راست کرداری۔ امانت و دیانت۔ بے غرضی و بے لوثی وغیرہ ان سب چیزوں کی روشنی میں کلام کا وزن اور اس کی قدر و قیمت معلوم کرنی چاہئے۔ کہتے ہیں سائینس اور مذہب میں بیر ہے لیکن حق یہ ہے کہ سائینس مذہب سے کبھی بے نیاز نہیں ہوسکتی۔ اپالو ہشتم کے مسافروں نے چاند کے پہلو میں پہنچکر بائبل پڑھ کر اور امنِ عالم کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دعا کر کے اس حقیقت پر اور مہرِ تصدیق ثبت کردی ہے۔

© rasailojaraid.com